امام احمد رضا قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
پر شیعت کا الزام
ترتیب: خلیل احمد رانا
اس کتاب میں پڑھیں گے
اعلیٰ حضرت کے خاندانی نسب نامہ پر اعتراض کا جواب
بغیر غوث زمین آسمان کا قائم رہنا؟
نادعلی پر اعتراض کا جواب
''اہل بیت کے دشمنوں سے برأت'' پر اعتراض کا جواب
ماتم و تعزیے کے الزام کا جواب
حدائق بخشش حصہ سوئم پر اعتراض کا جواب
شیعہ اکابر دیوبند کی نظر میں
اور مزید
copy right (c) - islamieducation.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امام احمد رضا قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پر شیعت کا الزام

ترتیب: خلیل احمد رانا

اعتراض:

”مولوی احمد رضا خاں صاحب شیعہ خاندان سے تھے، جیسا کہ ان کے نسب نامے سے ظاہر ہے: ”احمد رضا ولد نقی علی ولد رضا علی ولد کاظم علی“

جواب:

حضرت مولانا احمد رضا خاں قادری بریلوی کا خاندانی نسب نامہ اس طرح ہے:

” احمد رضا خاں ابن حضرت مولانا نقی علی خاں بن حضرت مولانا رضا علی خاں بن حضرت مولانا حافظ محمد کاظم علی خاں بن حضرت مولانا شاہ محمد اعظم خاں بن حضرت محمد سعادت یار خاں بن حضرت محمد سعید اللہ خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین“

(حیات اعلیٰ حضرت، جلد اوّل، مطبوعہ مکتبہ رضویہ آرام باغ کراچی، ص۲)

مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمہ کے نسب نامے سے کیا شیعت ظاہر ہو رہی ہے، کچھ پتا نہیں، بس جی نام شیعوں والے ہیں، کیا امام موسیٰ کاظم، امام علی رضا، امام نقی رحمہم اللہ تعالیٰ علیہ شیعہ تھے؟، یہ نام عموماً شیعہ کے ہوتے ہیں، لاحول ولاقوۃ الا باللہ

اب آیئے جہلائے دیوبند کے نسب ناموں کی طرف، رشید احمد گنگوہی کا نسب نامہ:

”رشید احمد بن ہدایت احمد بن پیر بخش بن غلام حسن بن غلام علی بن علی اکبر“

(تذکرۃ الرشید، ص۱۳)

قاسم نانوتوی کا نسب نامہ:

”محمد قاسم بن اسد علی بن غلام شاہ“

(سوانح قاسمی، جلد اول، ص۱۱۳)

جہلائے دیوبند کے شیعوں والے نام: اشرف علی تھانوی، محمود حسن دیوبندی، حسین احمد کانگریسی، اصغر حسین دیوبندی، مفتی مہدی حسن دیوبندی، ذوالفقار علی دیوبندی وغیرہ، ان تمام ناموں سے ثابت ہوا کہ جہلائے دیوبند شیعہ خاندان سے تھے، جیسا کہ ان کے نام اور نسب ناموں سے ظاہر ہے۔

اعتراض:

مولوی احمد رضا صاحب ''ملفوظات، حصہ اول ص۱۰۲ میں لکھتے ہیں:

''حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے درجہ بدرجہ امام حسن عسکری تک یہ سب حضرات مستقل غوث ہوئے''
یعنی حضرت علی، امام حسن، امام حسین، امام زین العابدین، امام باقر، امام جعفر صادق، امام موسیٰ کاظم، امام رضا، امام تقی، امام نقی، امام حسن عسکری۔

اور'' بغیر غوث کے زمین وآسمان قائم نہیں رہ سکتے'' (ملفوظات: احمد رضا اول، ص۱۰۱)

جواب:

قارئین! پہلی بات تو یہ ہے کہ ان جہلاء کو اتنا بھی علم نہیں کہ ملفوظات، مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمہ کی تصنیف نہیں، ملفوظات، صاحب ملفوظ کی تصنیف نہیں ہوتے، یہ ملفوظات مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمہ کے جمع کردہ اور مرتبہ ہیں، جاہل نے اپنی جہالت کا مظاہرہ کرتے ہوئے لکھا کہ ''مولوی احمد رضا صاحب......لکھتے ہیں''
ناطقہ سر بہ گریباں ہے اسے کیا کہیئے۔

دوسری خیانت یہ کی کہ ملفوظات کی مکمل عبارت نہ لکھی بلکہ پورے صفحہ کے درمیان سے ایک سطر لے کر لکھ دی، اور لکھنے کا بھی فائدہ نہ ہوا کیونکہ اس سے کوئی اعتراض نہیں بنتا، اگر ان بزرگوں کو غوث کہہ دیا تو کیا اعتراض ہے، مکمل عبارت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غوث اکبر و غوث ہر غوث کہا پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو غوث کہا، پھر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو غوث کہا، اسی طرح درجہ بدرجہ غوث کہتے ہوئے سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو آخر میں سیدنا امام مہدی رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا کہ انہیں غوثیت کبریٰ عطا ہوگی۔

ہماری سمجھ سے بالاتر ہے کہ اس عبارت میں کیا شیعت ہے، اگر انہیں غوث کہنے پر اعتراض ہے تو مولوی محمود حسن نے رشید احمد گنگوہی کو بھی تو غوث اعظم کہا ہے۔

اگر اس بات پر اعتراض ہے کہ ''بغیر غوث کے زمین و آسمان قائم نہیں رہ سکتے'' تو توحید کے علمبردار مولوی اسماعیل دہلوی کی اس عبارت کے متعلق کیا کہیں گے کہ جو اولیاءاللہ کے متعلق لکھتے ہیں!

''پس حکیم مطلق ان کو تصرفات کونیہ میں واسطہ بناتا ہے مثلاً نزول بارش و پرورش اشجار، سرسبزیٔ نباتات وبقائے انواع حیوانات و آبادیٔ قریہ وامصار، تقلب احوال وادوار وتحویل افعال وادبار سلاطین وانقلاب حالات اغنیاء ومساکین اور ترقی وتنزل صغار وکبار، اجتماع وتفرق جنود وعساکر ورفع بلاء ودفع وباء وغیرہ''۔

(منصب امامت، از مولوی اسماعیل دہلوی، مطبوعہ لاہور، ص ۱۱۰)

اگر جہلائے دیوبند کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضرت حسن عسکری رضی اللہ عنہ تک کی سند سے دشمنی ہے تو سنئے اس سند مبارک کے متعلق محدثین نے کیا کہا: محدث احمد بن حجر الھیتمی المکی علیہ الرحمہ (متوفی ۹۷۴ھ) اپنی شہرہ آفاق کتاب'' الصواعق المحرقة فی الرد علی اھل البدع والزندقة'' میں لکھتے ہیں:

''حدثنی ابی موسیٰ الکاظم عن ابیہ جعفر الصادق عن ابیہ محمد الباقر عن ابیہ زین العابدین عن ابیہ الحسین عن ابیہ علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنھم''

یہ سند بیان کرکے لکھتے ہیں قال احمد :لو قرأت ھذا الاسناد علی مجنون لبریء من جنته

یعنی امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر یہ سند کسی مجنون پر پڑھ دی جائے تو اُس کا پاگل پن دور ہو جاتا ہے۔

(الصوائق المحرقہ (عربی)، مطبوعہ ترکی، ص ۲۰۵)

یہی سند سنن ابن ماجہ کے مقدمہ میں حدیث نمبر ۶۵ کے تحت درج ہے: ''حدثنا علی بن موسیٰ الرضا عن ابیہ عن جعفر ابن محمد عن ابیہ عن علی ابن الحسین عن ابیہ عن ابی طالب ''

ابن ماجہ کے دادا استاد ابوصلت نے کہا: لو قریء ھذا الاسناد علی مجنون لبرأ یعنی اس سند کو اگر مجنون پر پڑھا جائے تو اس کا جنون دور ہو جائے۔ (کتب ستہ (ابن ماجہ)، مطبوعہ دارالسلام، ریاض، سعودی عرب)

لیکن کیا کیجئے، جہلائے دیوبند کی بدبختی کا کہ وہ اس بابرکت سند کو دیکھیں تو ان کا پاگل پن اور زیادہ ہو جاتا ہے۔

پھر اعتراض کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ''الامن والعلٰی'' میں مولوی احمد رضا لکھتے ہیں:

جواہر خمسہ کی سیفی میں وہ جواہر دار سیف خونخوار جسے دیکھ کر وہابیت بے چاری اپنا جوہر کرنے کو تیار، وہ ناد علی ناد

علیاً مظہر العجائب تجدہ عونالك فی النوائب کل ھم وغم بولایتك یا علی یاعلی یاعلی ،

پکارعلی مرتضیٰ کوکہ مظہر عجائب ہیں،توانہیں اپنا مددگار پائے گا مصیبتوں میں،سب پریشانی وغم دور ہوتے چلے جاتے ہیں حضورکی ولایت سے یاعلی یاعلی یاعلی۔

مولوی احمد رضا اس نادعلی سے وہابیت کا گوبر نکالتے ہیں اور''الامن والعلٰی''میں حضرت علی کی دہائی دیتے ہیں(یاعلی مشکل کشامشکل کشا)اورلکھتے ہیں''کاروبارعالم مولیٰ علی کے دامن سے وابستہ ہے''(الامن والعلٰی ص ۱۱)

جب کہ مشہورمحدث حضرت ملاعلی قاری نے نادعلی کوشیعوں کی نہایت بری بات اورمن گھڑت بتلایاہے۔

جواب:

جہلائے دیوبندمولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ پرتو خواہ مخواہ ناراض ہورہے ہیں اوراصل بات کو چھپارہے ہیں ،''الامن والعلٰی'' اُٹھا کر دیکھئے مولانا احمد رضا علیہ الرحمہ تو حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ کی کتاب''انتباہ فی سلاسل اولیاء'' کا حوالہ دے کران ہی جہلائے دیوبندووہابیہ سے پوچھ رہے ہیں کہ شاہ ولی اللہ کی کتاب''انتباہ فی سلاسل اولیاء'' سےتو ثابت ہے کہ اس دعائے سیفی کی سندان کوملی،جس میں یہی''نادعلی''ہےتو کیا شاہ ولی اللہ مشرک بدعتی ہوئے یانہیں اورکیا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی جیسے عالم کو یہ علم نہیں تھا کہ یہ نادعلی شیعوں کی بری بات اورمن گھڑت ہے؟۔لیکن خوف آخرت سے بےخوف یہ فراڈیئے آنکھوں میں دھول جھونک کراسے مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمہ کے ذمے لگارہے ہیں۔

رہا یہ اعتراض کہ مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کومشکل کشا کہا۔

توجناب حضرت مولاعلی کومشکل کشا کہنے میں کچھ اورلوگ بھی شامل ہیں،وہ ہیں حاجی امداداللہ مہاجرمکی اور مولوی حسین احمد کانگریسی،بلکہ سارے دیوبندی کیونکہ انہوں نے اپنے شجرہ طریقت میں جہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام آیاہے وہاں لکھا:

''ہادیٔ عالم علی مشکل کشا کے واسطے''

(سلاسل طیبہ،ازمولوی حسین احمد،مطبوعہ لاہور،ص ۱۴۔ارشادمرشد،مطبوعہ کانپور،ص ۲۳)

دیوبندیوں کے پیرومرشداوردیوبندیوں کے شیخ الاسلام،اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اورکوبھی مشکل کشا کہہ رہے ہیں ان کے متعلق کیا خیال ہے؟

پھر اعتراض کرتے ہیں کہ مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمہ نے لکھا کہ ”کاروبارِ عالم مولیٰ علی کے دامن سے وابستہ ہے“۔

جواب: مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمہ نے تو یہ سرخی جما کر شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ کی کتاب ”تحفہ اثنا عشریہ“ کی عبارت ثبوت میں پیش کی ہے اور وہابیہ سے سوال کیا ہے کہ ان شرکیات پر شاہ عبدالعزیز دہلوی اجماعِ امت بتا رہے ہیں، لیکن بددیانت جہلائے دیوبند نے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی عبارت کا جواب دینے کی بجائے صرف سرخی نقل کر کے مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمہ کو شیعہ لکھ دیا، کیا کہنے ہیں دیوبندی جہلاء کی دیانت کے، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ کی عبارت بھی سُن لیں:

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

”حضرت امیر وذریۃ طاھرہ ورا تمام امت بر مثال پیران ومرشدان می پرستند وامور تکوینیہ را بایشان وابستہ می دانند وفاتحہ ودرود وصدقات ونذر ومنت بنام ایشان رائج ومعمول گردیدہ چنانچہ باجمیع اولیاء اللہ ھمیں معاملہ است“

(تحفہ اثنا عشریہ (فارسی)، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ۱۳۹۵ھ/ ۱۹۷۵ء، ص ۲۱۴)

ترجمہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کی اولادِ پاک کو تمام افرادِ امت پیروں اور مرشدوں کی طرح مانتے ہیں، اور امورِ تکوینیہ کو ان حضرات کے ساتھ وابستہ جانتے ہیں اور فاتحہ و درود و صدقات اور نذر و نیاز ان کے نام کی ہمیشہ کرتے ہیں جیسا کہ تمام اولیاء اللہ کا یہی طریقہ اور معمول ہے۔

اب بددیانت جہلائے دیوبند کے مشہور ناشر نور محمد کارخانہ کتب کراچی نے ”تحفہ اثنا عشریہ“ کا جو اُردو ترجمہ شائع کیا ہے، اُس میں اس عبارت کا ترجمہ ہی غائب کر دیا ہے۔

یہ اعتراض بھی کیا ہے کہ مولوی احمد رضا پنجتن کا وظیفہ پڑھتے ہیں:

”لی خمسۃ اطفیٰ بھا حر الوبا الحاطمہ : المصطفیٰ والمرتضیٰ وابنا ھما الفاطمۃ“

میرے لئے پانچ ہستیاں ایسی ہیں جن کے وسیلے سے جلانے والی آفتوں کو بجھاتا ہوں، وہ پانچ یہ ہیں، حضور، حضرت علی، حضرت فاطمہ اور حسن اور حسین“۔

جواب:

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

انما یرید اللہ لیذ ھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھر کم تطھیرا (سورۃ احزاب، آیت ۳۳)

ترجمہ۔ اللہ یہی ارادہ فرماتا ہے کہ اے رسول کے گھر والو تم سے ہر قسم کی ناپاکی کو دور فرمادے اور تمہیں اچھی طرح پاک کر کے خوب پاکیزہ کردے (ترجمہ قرآن، البیان از علامہ کاظمی)

علامہ ابی جعفر محمد بن جریر الطبر ی علیہ الرحمہ (متوفی ۳۱۰ھ) جامع البیان فی تفسیر القرآن، مطبوعہ بیروت (لبنان) ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء، ج ۲۲ ص ۵ پر حدیث نقل کرتے ہیں:

”محمد بن المثنی قال ثنابکر بن یحییٰ بن زبان العنزی قال ثنا مندل عن الاعمش عن عطیة عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ ﷺ نزلت ھذہ الأیة فی خمسة فیّ وفی علی رضی اللہ عنہ وحسن رضی اللہ عنہ وحسین رضی اللہ عنہ وفاطمہ رضی اللہ عنھا انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھر کم تطھیرا “

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ آیت ”پنجتن“ کی شان میں نازل ہوئی ہے، میری شان میں اور علی رضی اللہ عنہ کی اور حسن اور حسین رضی اللہ عنہما اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں کہ جزیں نیست اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے اے اہل بیت کہ تم سے ناپاکی دور کردے اور تمہیں پاک کردے خوب پاک کردے۔

پنجتن کے معنی ہیں پانچ افراد، اور ان سے مراد حضرت محمد رسول اللہ ﷺ، حسنین کریمین، سیدہ فاطمہ زہرا، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہیں، اور آیت تطہیر ان پانچوں مقدسین کے بارے میں نازل ہوئی، جس میں ویطھر کم تطھیرا موجود ہے، یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں پاک کردے پاک کرنا، جو اس بات کی روشن دلیل ہے کہ یہ پنجتن واقعی پاک ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے جب خود اپنی زبان مبارک سے ”خمسة“ کا لفظ فرمادیا اور خمسہ سے اپنی مراد کو ظاہر فرمانے کے لئے تفصیل ارشاد فرمادی اور صاف صاف ارشاد فرمادیا کہ آیہ تطہیر کی شان نزول یہ پانچ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے پاک قرار دیا، تو اب اس کے بعد کے بعد کسی شقی القلب کا یہ کہنا کہ معاذ اللہ پنجتن کو پاک کہنا جائز نہیں اور پنجتن آیہ تطہیر میں داخل نہیں، بارگاہ رسالت سے بغاوت اور اور اللہ کے رسول کی تکذیب نہیں تو اور کیا ہے؟ نعوذ باللہ من ذلک

اس کا مقصد یہ نہیں کہ معاذ اللہ ان پانچ کے سوا ہم کسی کو پاک نہیں مانتے، ہمارے نزدیک حضور ﷺ کی ازواج

مطہرات بھی آیۂ تطہیر میں شامل ہیں، اسی لئے ہم ان کے ساتھ مطہرات کا لفظ لازمی طور پر استعمال کرتے ہیں اور ان کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے بے شمار مقدس محبوب بندے اور بندیاں یقیناً پاک ہیں اور ہم ان کی پاکی کا اعتقاد رکھتے ہیں، لیکن پنجتن پاک بولنے کی وجہ صرف یہ ہے کہ حدیث منقولہ بالا میں خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے خمسۃ کا کلمہ مقدسہ ادا ہوا، پھر ان کی تفصیل بھی خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی اور ان کی شان میں آیۂ تطہیر کے نزول کا ذکر فرمایا۔

اب کچھ بعید نہیں کہ جہلائے دیوبند پنجتن کا لفظ بولنے اور ان کے افراد کا نام ذکر کرنے پر حضور نبی کریم ﷺ پر بھی شیعہ ہونے کا فتویٰ نہ لگا دیں۔ دیوبندی جہلاء بتائیں کہ پنجتن کون ہیں؟ ایک حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں، تین صحابی ہیں ایک صحابیہ ہیں، اہل سنت ان صحابہ کا نام لیں تو شیعہ لیکن دیوبندی رات دن صحابہ صحابہ کا وظیفہ جپیں، اپنے جلسوں میں صحابہ کے نام کے نعرے لگائیں، صحابہ کے نام کی تنظیمیں بنائیں تو دیوبندی شیعہ نہیں بنتے آخر کیوں؟

اعتراض:

''فاضل بریلوی، امام رضا کے حوالے سے لکھتے ہیں:

اے اہل بیت میں اپنے اور مشکلات کے حل کے لئے آپ کو خدا کے حضور سفارش بنا کر پیش کرتا ہوں اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں سے برأت کا اظہار کرتا ہوں۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد۴، ص۲۹۶)

صرف اہل بیت سے سفارش اور اہل بیت کے دشمنوں سے برأت، یہ کون دشمن ہیں، یہ کن سے برأت؟ یہ رضا علی قبلہ کے پوتے مولوی احمد رضا صاحب ہی بتلا سکتے ہیں''۔

جواب:

فتاویٰ رضویہ اس وقت راقم کے پیش نظر نہیں واللہ اعلم یہ عبارت بھی فتاویٰ رضویہ میں کس طرح لکھی ہے اور اس کا سیاق وسباق کیا ہے، اس میں مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمہ پر اعتراض والی کون سی بات ہے، اہل بیت کرام کو اپنی مشکلات کے حل کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور سفارشی بنانا اور ان کے دشمنوں سے برأت کا اظہار کرنا کون سا گناہ کبیرہ ہے؟ ان کے دشمن کون ہیں؟ دیوبندی خود غور کرلیں، جو اہل بیت کرام سے خواہ مخواہ چڑ رکھتا ہے اور ان کے نام کو بھی پسند نہیں کرتا اور ان کے مبارک ناموں کو بھی شیعہ والے نام کہتا ہے وہی تو دشمن اہل بیت ہے، اور کیا دشمنوں کے سر پر سینگ ہوتے ہیں۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سورۃ انشقت، پارہ ۳۰ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"بعضے از خواص اولیاء اللہ را کہ آلہ جارحہ تکمیل وارشاد بنی نوع خود گردانیدہ اندد ریں حالت ھم تصرف دردنیا دادہ واستغراق آنھا بہ جھت کمال وسعت تدارك آنھا مانع توجہ بایں سمت نمے گردد واویسیاں تحصیل کمالات باطنی از آنھامے نمائندہ وارباب حاجات ومطالب حل مشکلات خود از آنھا مے طلبند ومی پابند وزباں حال دراں وقت ھم مترنم بایں مقالات است ع من آیم بجاں گر تو آئی بہ تن"۔

(تفسیر عزیزی، پارہ عم (فارسی) طبع مجتبائی دہلی ۱۳۴۸ھ، ص ۵)

ترجمہ۔ بعض خاص اولیاء اللہ جنھیں اللہ تعالیٰ نے محض اپنے بندوں کی ہدایت وارشاد کے لئے پیدا کیا، ان کو اس حالت میں بھی اس عالم کے تصرف کا حکم ہوا ہے اور اس طرف متوجہ ہوتے ہیں، ان کا استغراق بوجۂ کمال وسعت تدارک انہیں روکتا ہے اور اویسی سلسلہ کے لوگ باطنی کمالات انہی سے حاصل کرتے ہیں، حاجت منداور اہل غرض لوگ اپنی مشکلات کا حل انہی سے چاہتے ہیں اور جو چاہتے ہیں وہ پاتے ہیں بھی ہیں اور زبان حال سے یہ ترنم سے پڑھتے ہیں "اگر تم میری طرف بدن سے آؤ گے تو میں تمہاری طرف جان سے آؤں گا"۔

جب اہل غرض لوگ اپنی مشکلات کا حل اولیاء اللہ سے چاہتے ہیں اور جو چاہتے ہیں وہ پاتے ہیں تو اہل بیت کرام نے کیا قصور کیا ہے جو ان سے مشکلات کا حل چاہنے والا شیعہ ہو جائے۔

مولوی سرفراز خاں صفدر گکھڑوی دیوبندی (گوجرانوالہ۔ پاکستان) لکھتے ہیں:

"بلاشبہ مسلک دیوبند سے وابستہ جملہ حضرات شاہ عبدالعزیز صاحب کو اپنا روحانی پیشوا تسلیم کرتے ہیں اور اس پر فخر بھی کرتے ہیں، بلاشبہ دیوبندی حضرات کے لئے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کا فیصلہ حکم آخر کی حیثیت رکھتا ہے"۔

(اتمام البرہان، حصہ اول، مطبوعہ گوجرانوالہ ۱۹۸۱ء، ص ۱۳۸)

اگلا اعتراض یہ کیا ہے کہ "الامن والعلٰی" کے صفحہ ۲۴۴ پر مولوی احمد رضا صاحب لکھتے ہیں:

ایک فریادی مصری امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا......عرض کرتا ہے کہ میں عمرو

بن العاص کے صاحبزادے کے ساتھ دوڑ کی، میں آگے نکل گیا، صاحبزادے نے مجھے کوڑے مارے اور کہا، میں دو معزز کریم کا بیٹا ہوں، اس فریاد پر امیر المومنین نے فرمان نافذ فرمایا کہ عمرو بن العاص مع اپنے بیٹے کے حاضر ہوں، حاضر ہوئے، امیر المومنین نے مصری کو حکم دیا، کوڑا لے اور مار دولئیموں کے بیٹے کو، جب مصری فارغ ہوا امیر المومنین نے فرمایا اب یہ کوڑا عمرو بن العاص کی چندیا پر رکھ......عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا امیر المومنین نہ مجھے خبر ہوئی نہ یہ شخص میرے پاس آیا"۔

اس جعلی وفرضی داستان سے مولوی احمد رضا نے نہ صرف فاتح مصر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کی بلکہ عدل فاروقی کو بھی داغدار کیا، عمرو بن العاص کہتے ہیں کہ یا امیر المومنین نہ مجھے خبر ہوئی نہ یہ شخص میرے پاس آیا، صرف ایک شخص کے کہنے پر امیر المومنین نے کوڑے برسوا دیئے۔ یہ داستان قطعاً فرضی ہے بلا شبہ کسی شیعہ کی گھڑی ہوئی معلوم ہوتی ہے، اس شیعی داستان سے فاضل بریلوی کے حضرت عمر فاروق اور حضرت عمرو بن العاص کے خلاف جذبہ شیعت کا اظہار ہوتا ہے، کیا یہ ممکن ہے کہ امیر المومنین کوئی انکواری نہ کریں اور صحابی رسول کی چندیا پہ کوڑا رکھ دیں، اللہ کی پناہ اسے لکھنے کے لئے مولوی احمد رضا خاں کا کلیجہ چاہیئے"۔

جواب:

اب "امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ کی کتاب "الامن والعلیٰ" کی اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں:

"ایک مصری امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، عرض کی **یا امیر المومنین عائذٌ بك من الظلم** امیر المومنین میں حضور کی پناہ لیتا ہوں ظلم سے، امیر المومنین نے فرمایا **عذت معاذا** تو نے سچی جائے پناہ لی، ہمارا مطلب تو حدیث کے اتنے ہی لفظوں سے ہو گیا، پناہ لینے والے نے امیر المومنین کی دوہائی دی اور امیر المومنین نے اپنی بارگاہ کو سچی جائے پناہ فرمایا۔

مگر تتمۂ حدیث بھی ذکر کریں کہ اُس میں امیر المومنین کے کمال عدل کا ذکر ہے، عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ مصر پر امیر المومنین کے صوبہ دار تھے، یہ فریادی مصری عرض کرتا ہے کہ میں نے اُن کے صاحب زادے کے ساتھ دوڑ کی میں آگے نکل گیا صاحبزادے نے مجھے کوڑے مارے اور کہا میں دو معزز کریم والدین کا بیٹا ہوں، اس فریاد پر امیر المومنین نے فرمان نافذ فرمایا کہ عمرابن العاص مع اپنے بیٹے کے حاضر ہوں، حاضر ہوئے امیر المومنین نے مصری کو حکم دیا کوڑا لے اور مار اُس نے بدلہ لینا شروع کیا اور امیر

المومنین فرماتے جاتے ہیں مار دولئیموں کے بیٹے کو، انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں خدا کی قسم جب اُس فریادی نے مانا شروع کیا ہے ہمارا جی چاہتا تھا کہ یہ مارے اور اپنا عوض لے، اُس نے یہاں تک مارا کہ ہم تمنا کرنے لگے کاش اب ہاتھ اُٹھالے، جب مصری فارغ ہوا امیر المومنین نے فرمایا اب یہ کوڑا عمرو بن العاص کی چندیا پر رکھ (یعنی وہاں کے حاکم تھے انہوں نے کیوں نہ دادرسی کی بیٹے کا کیوں لحاظ پاس کیا) مصری نے عرض کی یا امیر المومنین ان کے بیٹے ہی نے مجھے مارا تھا اُس سے میں عوض لے چکا، امیر المومنین نے عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا مذکم تعبد تما الناس وولد تھم امھا تھم احـــرارا تم لوگوں نے بندگان خدا کو کب سے اپنا غلام بنالیا حالانکہ وہ ماں کے پیٹ سے آزاد پیدا ہوئے تھے، عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا امیر المومنین نہ مجھے خبر ہوئی نہ یہ شخص میرے پاس فریادی آیا ابـــن عبدالحکم عن انس بن مالك رضی اللہ تعالیٰ عنه"۔

اس پر اعتراض یہ کیا ہے کہ یہ داستان جعلی اور فرضی ہے، تو جناب یہ حدیث جعلی اور فرضی داستان نہیں بلکہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ علی متقی ہندی رحمۃ اللہ علیہ نے "کنز العمال" جلد ۱۲، ص ۶۶۰، حدیث نمبر ۳۶۰۵ کے تحت یہ حدیث درج کی ہے کیا یہ دونوں بزرگ شیعہ تھے؟ اگر یہ یک طرفہ کاروائی ہوتی تو حضرت عمرو بن العاص پہلے بول پڑتے ، یہ تو عدل فاروقی کی زبردست مثال ہے، حضرت عمر فاروق کا یہ فقرہ" تم لوگوں نے بندگان خدا کو کب سے غلام بنالیا حالانکہ وہ ماں کے پیٹ سے آزاد پیدا ہوئے تھے" سونے کے پانی سے لکھنے کے قابل ہے، اگر امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ شیعہ تھے تو کیا شیعہ عدل فاروقی مانتے ہیں؟ اس حدیث میں یہ فقرہ بھی آیا ہے کہ" حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مصری کو حکم دیا کوڑا لے اور مار دولئیموں کے بیٹے کو"" لئیم" کا معنی ہے بخیل، کنجوس (جدید نسیم اللغات، ص ۸۴۵) یعنی جن دونوں نے اولاد کی تربیت میں کنجوسی کا مظاہرہ کیا۔

اعتراض:

اس سے اگلا اعتراض یہ کیا کہ ایک شیعہ مصنف لکھتا ہے:

"مولوی احمد رضا نے وہ عظیم کام کیا جو کسی مجتہد سے ممکن نہ تھا، ہندوستان میں جو مجالس محرم قائم ہیں، اس کے وجود کی بقا کے سلسلے میں مولانا احمد رضا کی بے لوث خدمات کو فراموش نہیں کیا جاسکتا"۔ (المیز ان احمد رضا نمبر، ص ۵۵۰)

جب کہ حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان میں اہل سنت میں محرم، تعزیے، علم، تاشے ہیں تو صرف احمد رضا کے دم سے، ڈھول ہے تو اعلیٰ حضرت کے دم سے، مزاروں پر عرس، اس عرس میں طوائفیں، کمپنی تھیٹر، سینما ہے تو ان کے قلم سے"۔

جواب:

یہ کھلا بہتان ہے کہ ماتم، علم، تاشے اور تعزیے وغیرہ امام احمد رضا کے دم سے ہیں، امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے تو ان کے خلاف قلم چلایا اور رسالے لکھے، آپ کی تصانیف کا مطالعہ کریں، لوگوں کو جھوٹ بول کر گمراہ نہ کریں، ماتم، تعزیے اور روایات باطلہ وبے سروپا سے مملو اور اکاذیب موضوعہ پر مشتمل شہادت ناموں کے رد میں آپ کا رسالہ "تعزیہ داری" کو پڑھ لیں، شیعہ کے رد میں امام احمد رضا کے رسالوں کے سرورق کا عکس آخر میں دے دیا گیا ہے، کیا ایم رانا اس کا ثبوت دے سکتے ہیں کہ طوائفوں، تھیٹروں اور سینما کے جواز میں امام احمد رضا نے قلم چلایا ہے، اگر نہیں تو لعنة الله علی الکاذبین۔عرس اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی ایجاد نہیں، عرس کے متعلق حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"حضرت خواجہ قدس سرہ کے عرس کے زمانے میں دہلی پہنچ کر یہ خیال تھا کہ آپ کی خدمت عالی میں بھی حاضر ہوں"

(مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۲۳۳)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں!

"عرس کا دن اگر اس غرض سے مقرر کیا جائے کہ جس بزرگ کا عرس ہو وہ یاد رہیں اور اس وقت ان کے حق میں دعا کی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں"۔

(فتاویٰ عزیزی، مطبوعہ ایچ، ایم سعید کمپنی ادب منزل پاکستان چوک، کراچی ۱۹۷۳ء، ص ۱۵۱)

اس مسئلہ میں بھی حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ اہل سنت کی حمایت میں ہیں، جب کہ وہابی دیوبندی اس مسئلہ میں حضرت شاہ کے سخت مخالف ہیں، بلکہ وہ تو عرس کے ہی مخالف ہیں، دن مقرر کرنا تو بعد کی بات ہے۔

محرم الحرام میں ذکر حسین کی مجالس قائم کرنے پر اعتراض والی کیا بات ہے، محرم الحرام میں مجالس قائم کر کے آج بھی اہل سنت دس دن تک بلکہ محرم کا پورا مہینہ صحیح روایات سے شہادت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خانوادہ اہل

بیت کی شہادت کا ذکر کرتے ہیں، اہل بیت پر صرف شیعہ کا تو حق نہیں اور صرف ان کی ہی اجارہ داری نہیں، اصل حق تو اہل سنت کا ہی ہے، اہل بیت کا ذکر خارجیوں اور ناصبیوں کو ہی بُرا لگتا ہے۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں!

''سال میں دو مجلسیں فقیر کے مکان پر منعقد ہوا کرتی ہیں، مجلس ذکر وفات شریف اور مجلس شہادت حسین اور یہ مجلس بروز عاشورہ یا اس سے دو ایک دن قبل ہوتی ہے، چار پانچ سو آدمی بلکہ ہزار آدمی جمعہو تے ہیں اور درود شریف پڑھتے ہیں، اس کے بعد جب فقیر آتا ہے تو لوگ بیٹھتے ہیں اور فضائل حنین رضی اللہ عنہما کا ذکر جو حدیث شریف میں وارد ہے، بیان کیا جاتا ہیاور پنج آیات پڑھ کر کھانے کی جو چیز موجود رہتی ہے اس پر فاتحہ کیا جاتا ہے اور اس اثنا میں اگر کوئی شخص خوش الحان سلام پڑھتا ہے یا شرعی طور پر مرثیہ پڑھنے کا اتفاق ہوتا ہے تو اکثر حضار مجلس اور اس فقیر کو بھی حالت رقت اور گریہ طاری ہو جاتی ہے، اس قدر عمل میں آتا ہے، اگر یہ سب فقیر کے نزدیک اس طریقہ سے جس کا ذکر کیا گیا ہے، جائز نہ ہوتا تو ہرگز فقیر ان چیزوں پر اقدام نہ کرتا''۔

(فتاویٰ عزیزی، مطبوعہ اچ ایم سعید کمپنی ادب منزل پاکستان چوک، کراچی ۱۹۷۳ء، ص ۱۷۷)

کیا وہابی دیوبندی اسی طرح مجالس منعقد کرتے ہیں؟ یا ان میں شامل ہوتے ہیں؟ اگر نہیں تو شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ کے متعلق کیا فتویٰ ہے؟۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں!

''جس کھانے کا ثواب حضرات امامین رضی اللہ عنہم کو پہنچایا جائے اور اس پر فاتحہ وقل پڑھا جائے وہ کھانا تبرک ہو جاتا ہے، اس کا کھانا بہت خوب ہے''۔

(فتاویٰ عزیزی، مطبوعہ اچ ایم سعید کمپنی ادب منزل پاکستان چوک، کراچی ۱۹۷۳ء، ص ۱۶۷)

کیا وہابی دیوبندی، شاہ صاحب علیہ الرحمہ کے اس فتویٰ پر عمل کرتے ہیں؟۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے درس میں ایک روہیلہ پٹھان آفتاب نامی شریک ہوا کرتا تھا، ایک دن شاہ صاحب نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فضائل ومناقب بیان فرمائے تو اس کو اس قدر غصہ آیا کہ (خود شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ کا بیان ہے)

''بندہ را شیعہ فہمیدہ، آمدن درس موقوف کرد''۔

ترجمہ۔بندہ کو شیعہ سمجھ کر درس میں شریک ہونا بند کر دیا''۔

(پروفیسر خلیق احمد نظامی، تاریخ مشائخ چشت: اسلام آباد، دارالمصنفین، جلد ۵ :ص ۷۰)

جہلائے دیوبند نے پندرھویں صدی کا یہ عظیم ترین جھوٹ بولتے ہوئے یہ نہیں سوچا کہ کیا ساری دنیا اندھی ہوگئی ہے جسے امام احمد رضا بریلوی کی تصانیف کا مطالعہ کرنے کا موقع نہیں ملے گا، جو شخص فتاویٰ رضویہ اور دیگر بلند پایہ علمی تصانیف کا مطالعہ کرے گا وہ جہلائے دیوبند کے بارے میں کیا رائے قائم کرے گا؟

ردشیعہ کے بارے میں ''مجموعہ رسائل ردروافض'' از امام احمد رضا قادری علیہ الرحمہ، مطبوعہ مرکزی مجلس رضا لاہور ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء مطالعہ فرمائیں۔

شیعہ

اکابر دیوبند کی نظر میں

سوال نمبر۱۔کیا علمائے دیوبند کے نزدیک شیعہ کافر ہیں یا نہیں؟

جواب (۱)۔جو شخص صحابہ کرام میں سے کسی کی تکفیر کرے۔وہ اپنے اس گناہ کبیرہ کے سبب سنت جماعت سے خارج نہ ہوگا۔(فتاویٰ رشدیہ، ص ۲۴۸)

(۲)۔جو لوگ شیعہ کو کافر کہتے ہیں......اور جو لوگ فاسق کہتے ہیں، اُن کے نزدیک اُن کی تجہیز و تکفین حسب قاعدہ ہونا چاہیئے، اور بندہ بھی اُن کی تکفیر نہیں کرتا۔(فتاویٰ رشیدیہ، ص ۲۶۴)

(۳)۔روافض و خوارج کو بھی اکثر علماء کافر نہیں کہتے حالانکہ وہ شیخین و صحابہ کو اور (خوارج) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو کافر کہتے ہیں۔(فتاویٰ رشیدیہ، ص ۱۶۵، مطبوعہ کتب خانہ مجیدیہ، بیرون بوہڑ گیٹ ملتان)

سوال نمبر۲۔کیا دیوبندی لڑکی شیعہ مرد کے نکاح میں دینی جائز ہے؟

فتویٰ۔(۱) **سوال**۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ سنی المذھب عورت بالغہ کا

نکاح زید شیعی مذہب کے ساتھ برضائے شرعی باپ کی تولیت میں ہوگیا، دریافت طلب یہ امر ہے کہ سنی وشیعہ کا تفرقِ مذہب، نکاح جیسا کہ ہندوستان میں شائع ہے، عندالشرح صحیح ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب۔ نکاح منعقد ہوگیا؛ بذا سب اولاد ثابت النسب ہے اور صحبت حلال ہے۔

(اشرف علی تھانوی، امداد الفتاویٰ، جلد۲، ص ۲۸، ۲۹)

(۲)۔ رافضی کے کفر میں اختلاف ہے...... جو ان (شیعہ) کو فاسق کہتے ہیں ان کے نزدیک (رشتہ لینا اور دینا) ہر طرح درست ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، مطبوعہ کراچی، ص ۱۷۰)

سوال نمبر۳: کیا علمائے دیوبند کے نزدیک شیعہ کا ذبیحہ حلال ہے یا حرام؟

سوال۔ ذبیحہ رافضی کے ہاتھ کا جائز ہے یا نہیں؟

جـــواب۔ شیعہ کے ذبیحہ میں علماء اہل سنت کا اختلاف ہے، راجح اور صحیح یہ ہے کہ حلال ہے۔ (امداد الفتاویٰ، جلد۲، ص ۱۲۳)

شیعہ کی نماز جنازہ

''مشہور شیعہ عالم اور وکیل مظہر علی اظہر انتقال فرماگئے...... نماز جنازہ دیال سنگھ گراؤنڈ میں ۳؍نومبر ۱۹۷۴ء بروز اتوار ادا کی گئی، نماز جنازہ صبح دس بجے حضرت مولانا عبیداللہ انور (دیوبندی) نے پڑھائی''۔

(ہفت روزہ خدام الدین، لاہور، شمارہ ۸؍نومبر ۱۹۷۴ء، ص ۳)

''شیعہ لیڈر مظفر علی شمسی کی نماز جنازہ کے فرائض ملک مہدی حسن علوی (شیعہ) نے ادا کئے، نماز جنازہ میں مولانا عبدالقادر آزاد، مولانا تاج محمود، مولانا ضیاء القاسمی، ڈاکٹر مناظر، میاں طفیل محمد، چوہدری غلام جیلانی کے علاوہ ہزاروں مداحوں نے شرکت کی''۔

(روزنامہ نوائے وقت لاہور، شمارہ ۲۱؍جون ۱۹۷۶ء)

علمائے دیوبند اور تعزیہ داری

''اجمیر میں مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے اہل تعزیہ کی نصرت کا فتویٰ دیا تھا''۔

(الافاضات الیومیہ، مطبوعہ کراچی، جلد۴، ص ۱۳۸، ۱۳۹)

امام احمد رضابریلوی علیہ الرحمہ پر ایک اور الزام:

امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ پر ایک الزام یہ بھی لگایا کہ انہوں نے عشق رسول کا لبادہ اوڑھ کر ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان میں گستاخانہ اور فحش اشعار کہے۔

جواب: اللھم سبحٰنك هذا بهتان عظیم، لاتزر وازرۃ وزر اُخریٰ، دوسرے کی غلطی ترتیب کی ذمہ داری امام احمد رضا علیہ الرحمہ پر زبردستی ڈالتے ہیں جن کی وفات کے بعد یہ شائع ہوا، غلطی ترتیب والے نے بھی اپنی غفلت کی معافی مانگ لی، صحیح ترتیب بھی بعد میں شائع ہوگئی، لیکن خوف خدا سے عاری یہ جہلاء صرف فتنہ چاہتے ہیں۔

امام احمد رضا بریلوی اور حدائق بخشش حصہ سوم

امام احمد رضا بریلوی کا نعتیہ دیوان "حدائق بخشش" دو حصوں پر مشتمل ہے، یہ ۱۳۲۵ھ/ ۱۹۰۷ء میں مرتب اور شائع ہوا، ماہ صفر ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء کو امام احمد رضا علیہ الرحمہ کا وصال ہوا، وصال کے دو سال بعد ذوالحجہ ۱۳۴۲ھ/ ۱۹۲۳ء میں مولانا محبوب علی قادری لکھنوی نے آپ کا کلام متفرق مقامات سے حاصل کر کے حدائق بخشش کے نام سے شائع کر دیا، انہوں نے مسودہ نابھہ سٹیم پریس، نابھہ (ریاست پٹیالہ) کے سپرد کر دیا، پریس والوں نے کتابت کروائی اور کتاب چھپ دی۔

کاتب بدمذہب تھا، اُس نے دانستہ یا نادانستہ چند ایسے اشعار ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مدح میں شامل کر دیئے جو اُم زرع وغیرہ مشرکہ عورتوں کے بارے میں تھے، ان عورتوں کی ذکر حدیث کی کتابوں مسلم شریف، ترمذی شریف اور نسائی شریف وغیرہ میں موجود ہے۔

اس کتاب کی اشاعت کے بتیس برس بعد ۱۳۷۴ھ/ ۱۹۵۵ء میں دیوبندی مکتب فکر کی طرف سے پورے شدومد سے یہ پروپیگنڈا کیا گیا کہ مولانا محبوب علی خاں نے حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کی بارگاہ میں گستاخی کی ہے، لہٰذا انہیں بمبئی کی سنی جامع مسجد سے نکال دیا جائے۔

مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں تحریر فرماتے ہیں:

"مجھے جہاں تک معلوم ہوا، غالباً کاظم علی دیوبندی نے نے کانپور میں اپنی تقریر میں اسے ذکر کر کے فتنہ اُٹھانا چاہا، پھر جگہ جگہ وہ اور اس سے سُن کر اور وہابی اسے دہراتا رہا"۔

(محمد عزیز الرحمٰن، فیصلہ مقدسہ شرعیہ قرآنیہ، ص ۸۱)

روزنامہ انقلاب بمبئی اس معاملے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہا تھا، اور دیوبندی اشتعال اور ہیجان پھیلا رہے تھے۔

اعلان توبہ

بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی اور حدیث کی دوسری کتابوں میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ایک حدیث مروی ہے کہ گیارہ مشرکہ عورتوں نے باہمی طور پر طے کیا کہ ہر ایک اپنے شوہر کے اوصاف بیان کرے گی اور کچھ چھپائے گی نہیں، ان میں ایک ام زرع تھی، جس نے اپنے شوہر کی دل کھول کر تعریف کی، پھر ساتھ ہی ابوزرع کی بیٹی کا ذکر کرتے ہوئے کہا:

طوع ابیھا وطوع امھا وملٔ کسائھا (مسلم شریف، مطبوعہ نورمحمد، کراچی، ج ۲، ص ۲۸۸)

وہ اپنے ماں باپ کی فرنبردار ہے اور اس کا جسم اس کی چادر کو بھرے ہوئے ہے۔

اس حدیث کے آخر میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرمایا: کنت لك کا بی زرع لام زرع ، یعنی میں تم پر اس طرح مہربان ہوں جیسے ابوزرع ام زرع کے لئے تھا۔

مولانا محبوب علی خاں نے جس بیاض سے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں قصیدہ نقل کیا، اسی بیاض سے سات شعروہ نقل کئے جوان گیارہ مشرکہ عورتوں کے بارے میں تھے، ان سات شعروں پر بھی لفظ ''علیحدہ'' لکھ دیا، لیکن کاتب نے دانستہ یا نادانستہ انہیں ام المومنین کے مدحیہ قصیدہ میں مخلوط کردیا اور کتاب اسی طرح چھپ گئی، مولانا محبوب علی خاں کو اطلاع ہوئی تو ان کا خیال تھا کہ دوسرے ایڈیشن میں تصحیح کردی جائے گی اور قارئین خود محسوس کرلیں گے کہ یہ اشعار غلطی سے اس جگہ درج ہوگئے ہیں، خطیب مشرق علامہ مشتاق احمد نظامی (مصنف خون کے آنسو) نے بمبئی کے ایک ہفت روزہ اخبار میں مراسلہ شائع کرادیا اور حضرت مولانا محبوب علی خاں کو اس غلطی کی طرف توجہ دلائی۔

مولانا محبوب علیخاں کے دل میں کوئی ایسی بات نہیں تھی، لہٰذا انہوں نے ماہنامہ ''سُنی'' لکھنؤ، شمارہ ذوالحجہ ۱۳۷۴ھ/ ۱۹۵۵ء میں ''توبہ نامہ'' شائع کرایا، اس توبہ نامہ کا خلاصہ مفتی اعظم دہلی مولانا مفتی محمد مظہر اللہ دہلوی کے الفاظ میں ملاحظہ ہو:

''وہ ماہنامہ پاسبان (الہ آباد) کے ایڈیٹر کو مخاطب کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ آج ۹ / ذیقعدہ

۱۳۷۴ھ کو بمبئی کے ہفتہ وار اخبار میں آپ کی تحریر حدائق بخشش حصہ سوم کے متعلق دیکھی، جواباً پہلے فقیر حقیر اپنی غلطی اور تساہل کا اعتراف کرتے ہوئے اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور میں اس خطا اور غلطی کی معافی چاہتا ہے اور استغفار کرتا ہے، خدا تعالیٰ معافی بخشے۔ آمین''

اس کے بعد اس غلطی کے واقع ہونے کی وجہ بتلائی، جس کا خلاصہ یہ ہے:

قصیدہ مدحیہ سیدتنا حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور سات اشعار قصیدہ اُم زرع والے، مصنفہ حضرت علامہ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ، پُرانی قلمی بوسیدہ بیاض سے نہایت احتیاط کے ساتھ نقل کیے، لیکن اُمّ زرع والا قصیدہ چونکہ پورا دستیاب نہ ہوا تھا، ان سات شعروں کے کے تین حصہ کر کے ہر حصہ پر لفظ ''علیحدہ'' جلی قلم سے لکھ دیا تھا کہ ہر حصہ کا مضمون علیحدہ تھا، جب حدائق بخشش حصہ سوم کی طباعت کا ارادہ کیا تو بعض مجبوریوں کی بنا پر اپنے مقام (پٹیالہ) پر اس کا بندوبست نہ کر سکا، ناچار نابھ سٹیم پریس والے سے معاملہ کرنا پڑا (اس مقام پر انہوں نے تفصیل کے ساتھ اپنی مجبوریوں کا بیان کیا ہے)

پریس والے نے یہ شرط کی کہ اس کی کتابت بھی یہیں ہوگی، ناچار یہ شرط بھی منظور کی اور اس کے سپرد کر دیا، اتفاق سے کاتب اور مالک پریس دونوں بد مذہب تھے، ان لوگوں سے قصداً یا سہواً یہ تقدیم وتاخیر اور تبدیل وتغیر ظہور میں آئی، بہت روز کے بعد جب میں اس کتاب کی غلطیوں پر واقف ہوا تو خیال ہوا کہ کہ طباعت دوم میں اس کی اصلاع ہو جائے گی، لیکن حافظ ولی خاں نے بغیر مجھے اطلاع دیئے پھر چھپوا دیا، غرض اس میں جو تساہل مجھ سے ہوا، اس پر ہی اپنی غفلت اور غلطی پر خدا تعالیٰ کے حضور میں معافی چاہتا ہوں، وہ غفور ورحیم مجھے معاف فرمائے۔ (ماہنامہ سُنی لکھنؤ، ص ۱۷)

(مفتی محمد مظہر اللہ دہلوی، فتاویٰ مظہری، مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی، ج ۲، ص ۳۹۳)

پھر یہ اعلان بھی شائع کیا:

ضـــروری اعلان: حدائق بخشش حصہ سوم ص ۳۷ و ص ۳۸ میں بے ترتیبی سے اشعار شائع ہو گئے تھے، اس غلطی سے بار بار فقیر اپنی توبہ شائع کر چکا ہے، خدا ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فقیر کی توبہ قبول فرمائیں، آمین ثم آمین! اور سنی مسلمان بھائی خدا ورسول کے لئے معاف فرمائیں، جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

فقیر نے اس ورق کو صحیح ترتیب سے چھپوا دیا ہے، جن صاحبوں کے پاس حدائق بخشش حصہ سوم ہو، وہ مہربانی فرما کر اس میں سے ص ۳۷ و ص ۳۸ والا ورق نکال کر فقیر کو بھیج دیں اور صحیح چھپا ہوا ورق فقیر سے منگوا کر اپنی کتاب میں لگالیں اور جو صاحب کتاب واپس کرنا چاہیں، وہ فقیر کے پاس پہنچا کر فقیر سے قیمت واپس لے لیں۔ والسلام علی اہل الاسلام

فقیر ابوالظفر محبّ الرضا محمد محبوب علی خاں قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی غفرلہٗ، پتا یہ ہے: جامع مسجد مدن پورہ، بمبئی نمبر ۸

(محمد عزیز الرحمٰن بہاؤپوری، فیصلہ مقدسہ شرعیہ قرآنیہ، ص ۳۲، ۳۱)

مولانا محبوب علی خاں نے اس غلطی پر کئی بار زبانی اور تحریری طور پر صریح توبہ کی، چنانچہ ۱۰؍جولائی ۱۹۵۵ء کو ان کا توبہ نامہ شائع ہوگیا، پھر رسالہ سُنّی لکھنؤ اور روزنامہ انقلاب بمبئی میں بھی چھپا۔

(رضائے مصطفٰے، بمبئی، شمارہ اگست ۱۹۵۵ء، ص ۱۷)

حدائق بخشش حصہ سوم کے مرتب مولانا محبوب علی خاں کو توہین کا مرتکب اور نا قابل امامت قرار دینے والے صراط مستقیم، حفظ الایمان، الخطوب المذ یبہ اور ایسی دوسری کتابوں اور ان کے مصنفین پر بھی وہی فتویٰ لگاتے اور سب سے توبہ کا مطالبہ کرتے، تو ان کا خلوص شک وشبہ سے بالاتر ہوتا، لیکن مولانا محبوب علی خاں چونکہ اپنی جماعت کے فرد نہیں ہیں، اس لئے تمام فتوے ان پر لاگو ہورہے ہیں، باقی حضرات چونکہ اپنی جماعت کے بزرگ ہیں، اس لئے نہ تو قلم ان کے خلاف حرکت میں آتا ہے اور نہ ہی ان کے لئے کوئی فتویٰ جاری ہوتا ہے، ثابت ہوا کہ مخالفین کا یہ سارا واویلا اخلاص پر مبنی نہیں تھا۔

کیا توبہ کا دروازہ بند ہوگیا ہے؟

مولانا محبوب علی خاں کا اعلان توبہ لائق تعریف تھا، باوجودیکہ حضرت ام المومنین کی شان میں نہ تو گستاخانہ اشعار لکھے اور نہ ان کی طرف منسوب کئے، صرف اتنا ہی ہوا نا کہ وہ کتاب کی طباعت پر بوجوہ پوری نگرانی نہ کر سکے اور اشعار غلط ترتیب سے چھپ گئے، پھر بھی انہوں نے اعلانیہ توبہ کی اور اسے متعدد رسائل واخبارات میں چھپوایا، ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ ان کے اس اقدام کی پیروی کی جاتی اور علماء دیوبند حفظ الایمان، تحذیر الناس اور براھین قاطعہ وغیرہ کتاب کی عبارات سے توبہ کا اعلان کر کے مسلمانوں کو افتراق وانتشار سے بچالیتے، لیکن افسوس کہ انہوں نے نہ صرف

یہ کہ خود توبہ کا اعلان نہیں کیا بلکہ مولانا محبوب علی خاں کی صاف اور صریح توبہ کو بھی قبول نہ کیا اور بڑے بڑے اشتہار شائع کئے کہ ''توبہ قبول نہیں'' اور یہ اس لئے کیا گیا کہ امت میں انتشار ہو، اگر ان سے کہا جائے کہ آپ یہ کیا کر رہے ہیں؟ تو جواب دیتے ہیں کہ ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں۔

ماہنامہ رضائے مصطفےٰ بمبئی نے لکھا:

''(روز نامہ) انقلاب (بمبئی) کو چاہیے تھا کہ وہ مولانا موصوف کو مبارک باد دیتا کہ واقعی مولانا موصوف نے مثال قائم کر دی کہ دیوبندیوں کی طرح اپنی لغزش اڑے نہیں رہے بلکہ اظہار ندامت کر کے اپنی ساری غلطیوں کو توبہ کے پانی سے دھوڈالا اور شرعی الزام سے قطعی پاک ہو گئے''۔

(ماہنامہ رضائے مصطفےٰ بمبئی، شمارہ اگست ۱۹۵۵ء، ص ۱۷)

فیصلہ مقدسہ شرعیہ قرآنیہ

اگر کسی نے اس واقعہ کی تفصیل دیکھنی ہو تو رسالہ ''فیصلہ مقدسہ شرعیہ قرآنیہ'' کا مطالعہ کیا جائے، اٹھاون صفحات پر مشتمل یہ رسالہ اسی واقعہ سے متعلق استفتاء اور اس کے جوابات پر مشتمل ہے، ابتداء میں محدث اعظم ہند مولانا سید محمد اشرفی کچھوچھوی کا فتویٰ ہے، اس کے بعد علماء کے تصدیقی دستخط ہیں، اس فتوے میں اس امر کی تحقیق کی گئی ہے کہ مولانا مولانا محبوب علی خاں کی توبہ شرعی طور پر مقبول ہے، لہٰذا تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ اسے دل سے قبول کریں۔

ص ۸ سے ۱۱ تک مفتی اعظم دہلی مولانا محمد مظہر اللہ دہلوی کا فتویٰ، ص ۱۲ سے ۱۸ تک مفتی اعظم ہند مولانا مصطفےٰ رضا خاں کا فتویٰ ہے، ص ۲۲ سے ۲۶ تک مفتی اعظم دہلی کا دوسرا فتویٰ ہے، ص ۳۰ سے ۳۴ تک ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری کے دو فتوے ہیں، ص ۳۹ سے ۴۶ تک مولانا عبدالباقی برہان الحق قادری جبلپوری کا فتویٰ ہے، مفتی اعظم ہند بریلوی سے دوبارہ استفتاء کیا گیا، جس کا جواب ص ۴۷ سے ۵۲ تک ہے، فیصلہ مقدسہ میں ایک سو انیس علماء کے فتاویٰ اور تصدیقی دستخط ہیں۔

ص ۵۳ سے ۵۶ تک مسلم شریف کی وہ حدیث عربی مع ترجمہ نقل کی گئی ہے جس میں گیارہ کافرہ مشرکہ عورتوں کا ذکر ہے، ص ۵۶ سے ۵۸ تک اشعار قصیدہ صحیح ترتیب سے نقل کئے گئے ہیں۔

یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ حدائق بخشش حصہ سوم، امام احمد رضا بریلوی کے وصال کے بعد مرتب اور شائع ہوا، کیونکہ ان کا وصال ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء میں ہوا اور حصہ سوم ذوالحجہ ۱۳۴۲ھ/ ۱۹۲۳ء میں مرتب ہوا۔

پھر کتاب کے ٹائٹل پر بھی واضح طور پر لکھا ہوا ہے:

الشاہ عبدالمصطفیٰ محمد احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ورحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

تعصب اور عناد سے ہٹ کر غور کیا جائے تو کسی طرح بھی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کا الزام امام احمد رضا بریلوی پر عائد کرنے کا جواز پیدا نہیں ہوتا۔

وما علینا الا البلاغ المبین